GILLETTE & L'ORÉAL,

WOMEN USA

VOL. V

North Carolina • North Dakota • Ohio • Oklahoma
Oregon • Pennsylvania • Rhode Island • South Carolina



FERDINANDO FREGA

GILLETTE & L’ORÉAL, WOMEN USA — VOL. V

L’ORÉAL THROUGH GILLETTE · 16

نارتھ کیرولائنا، نارتھ ڈکوٹا، اوہائیو، اوکلاہوما، اوریگن، پنسلوینیا، رہوڈ آئی لینڈ، ساؤتھ کیرولائنا۔ امریکی سفر کا پانچواں مرحلہ، ساحل سے ساحل تک اور واپس۔

باب صفر — مشترک آغاز

یہ ابتدائی باب Women of the United States کی چھے کی چھے جلدوں میں مشترک ہے۔ اسے یہاں پورا دیا گیا ہے، اور سمیٹ کر رکھا گیا ہے تاکہ سلسلہ بغیر تکرار کے ترتیب سے پڑھا جا سکے۔

باب صفر

یہاں دنیا کوئی خطہ نہیں: ایک حد ہے۔ قطبِ شمالی خوش آمدید نہیں کہتا، معاف نہیں کرتا، غلطی کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ سفیدی ایک مطلق ہستی کی طرح راج کرتی ہے، خاموش اور بے حافظہ۔ درجۂ حرارت کوئی موسمیاتی عدد نہیں: ایک شکاری ہے۔ رات مہینوں چلتی ہے، خیالات کو کچل دیتی ہے، لوگوں کے خدوخال بگاڑ دیتی ہے، اُن کا ارادہ نگل جاتی ہے۔

بستیاں کم ہیں، چھوٹی اور بند۔ اِنوئٹ، یوپک، آرکٹک کی قومیں وہاں رہتی ہیں جہاں کوئی رہنا پسند نہ کرے۔ یہاں ہر فرد گروہ کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ اگر تم کام کے نہیں تو بوجھ بن جاتے ہو۔ اور جو بوجھ بن جاتے ہیں وہ خاموشی میں، برف میں، ایک ایسے ماحول کی منطق میں غائب ہو جاتے ہیں جو کوئی رعایت نہیں کرتا۔

سائنسی مراکز ایک اور طرح کی ٹھنڈک لے آتے ہیں: درجہ بندیوں کی۔ یہاں عورت کم ہی دکھائی دیتی ہے، ایک بے قاعدگی جسے ڈھلنا ہے یا ہار جانا ہے۔

اس جگہ "گمشدگی" کا تصور موجود ہی نہیں۔ صرف سفیدی ہے جو سب کچھ مٹا دیتی ہے۔

اِنوئٹ اور یوپک عورتیں

آرکٹک کی لڑکی کو لاڈ نہیں کیا جاتا: تیار کیا جاتا ہے۔ وہ جلد ہی سردی، اندھیرے اور بھوک کو سہنا سیکھ لیتی ہے۔ اُسے قبیلے کے کام کا بننا ہے، کیونکہ یہاں شناخت ذاتی نہیں ہوتی۔ وہ کام سے بنتی ہے۔ عورت خاندان اور برادری کا بوجھ اٹھاتی ہے: کھانا، آگ، بچے، کھالیں، دیکھ بھال۔ کوئی حقوق کی بات نہیں کرتا۔ کوئی نزاکت کی بات نہیں کرتا۔ افسردگی موجود ہے، مگر اُس کا کوئی نام نہیں۔ تشدد موجود ہے، مگر اُس کا کوئی گواہ نہیں۔

سائنسی مراکز کی عورت

پڑھی لکھی، قابل، نظم و ضبط کی عادی۔ وہ محققہ، تکنیکی ماہر اور ڈاکٹر بن کر آتی ہے۔ جلد ہی جان لیتی ہے کہ قطبِ شمالی ڈگریوں کو نہیں مانتا۔ یہاں صرف ذہنی سختی کی قدر ہے۔ مردانہ درجہ بندیاں اُس پر حاوی رہتی ہیں، اور کمزوری کی ہر علامت کو کمزوری ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایسا ماحول ہے جہاں طاقت کافی نہیں: انتہائی ضبطِ نفس درکار ہے۔

مغربی "باہر کی" عورت

آزادی میں پلی بڑھی، وہ یہ سمجھ کر آتی ہے کہ سردی کو فتح کر لے گی۔ مگر یہ جگہ اُسے توڑ دیتی ہے: تنہائی، تنگ جگہیں، نہ ختم ہونے والی خاموشیاں۔ مراکز برادریاں نہیں، مشینیں ہیں۔ اور مردوں کی بنائی ہوئی مشین کے اندر عورت کو غائب نہ ہونے کے لیے لڑنا پڑتا ہے۔

دنیا کے کنارے تک کا سفر

میرا پڑوسی انتونیو، جسے سب نینو کہتے تھے، برسوں سے نارتھ کیپ کی، آدھی رات کے سورج کی، اندھیرے کے بغیر مہینوں کی باتیں کرتا آیا تھا۔ یہ ایک خواب تھا جو اُس نے جیب میں سنبھال رکھا تھا، کسی ناممکن چیز کی طرح۔ مئی کی ایک صبح میں نے اُس کی گھنٹی بجائی اور صرف اتنا کہا: "سوٹ کیس باندھ لو۔ میں ایک گھنٹے میں واپس آؤں گا۔ ہم 30 دن میں

لوٹیں گے۔" اُس نے حیران، خوش ہو کر مجھے دیکھا۔ اُس کی بیوی نے فکرمند ہو کر پوچھا کہ ہمارا ارادہ کیا ہے۔ "ایک خواب کا پیچھا،" میں نے جواب دیا۔

ہم گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ہماری بیویوں نے ہمیں یوں دیکھا جیسے ہم پاگل ہوں۔ مگر یہ سفر حقیقی تھا۔ نینو سوالوں سے بھرا ہوا تھا۔ "ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کتنے پیسے ساتھ لوں؟" "آرام سے،" میں نے کہا۔ "ہم 54 گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ صرف 5000 کلومیٹر۔ ہم نئی Range Rover میں ہیں۔ سفر کا مزہ لو۔"

ہر 300 کلومیٹر پر مجھے رکنا پڑتا: وہ مجھ سے بارہ برس بڑا تھا، اُس کی اپنی رفتار تھی۔ میرے پاس پانی اور مشروبات تھے؛ اُس کے پاس کافی اور جسمانی حاجتیں۔ اور ہم جتنا آگے بڑھتے، وہ اتنا ہی اپنی زندگی کی باتیں کرتا۔ ایسی باتیں جو اُس نہ ختم ہونے والی سڑک کے بغیر میں کبھی نہ جان پاتا۔

گاڑی میں اکیلے دو مرد، ہمیشہ عورتوں کی باتیں کرتے ہوئے۔ وہ اپنی بیوی کے سوا کسی کو جانتا ہی نہ تھا۔ میں ہنس پڑا۔ میں نے اُسے تسلی دی: "ہم بھی ایسے ہی ہیں۔"

اُس نے پوچھا کہ 60 گھنٹے گاڑی چلاتے ہوئے میں ہوش میں کیسے رہ لیتا ہوں۔ میں نے اُسے روس کا قصہ سنایا، جب 22 برس کی عمر میں میں نے ایک ایسی عورت سے ملنے کے لیے 51 گھنٹے گاڑی چلائی تھی جسے میں کبھی ملا نہیں تھا۔ "فاصلے حد نہیں ہوتے،" میں نے اُس سے کہا، "بہانے ہوتے ہیں۔ میرے پاس کبھی کوئی بہانہ نہیں رہا۔"

سفیدی میں آمد

ہم ناروے میں داخل ہوئے۔ سڑک کنارے ایک ہوسٹل۔ گاڑی وہیں چھوڑ کر ہمیں سلیج پر آگے جانا تھا۔

گائیڈ سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی تھی، ناقابلِ رسائی۔ جب اُس نے عینک اتاری تو مجھے پتا چلا کہ وہ عورت ہے۔ ایک نارویجن عورت، خاموش، دو ٹوک، برفیلی۔ نینو سلیج کے بیچ میں، وہ آگے، اور میں، 190 سینٹی میٹر کا، سب سے پیچھے۔

ابھی دن کی روشنی تھی۔ میری گھڑی وقت بتا رہی تھی، مگر یہ نہیں بتا رہی تھی کہ رات ہے یا صبح۔ یہ آدھی رات کا سورج تھا۔ ہم نارتھ کیپ پہنچ گئے تھے۔

نینو رو پڑا۔ اُس نے مجھے گلے لگا لیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا، "دھیان سے... لوگ سمجھیں گے ہم گے ہیں۔" ہم ہنس پڑے، مگر ہم دنیا کے کنارے پر تھے۔

پھر پالا آیا: −52°C۔

اصل آرکٹک میں داخلہ

وہ ہمیں کپڑے بدلنے کے لیے دھات کے ایک کنٹینر میں لے گئے۔ انتہائی بھاری، گدّے دار سوٹ، پیچیدہ زپوں سے بند۔

گائیڈ کی اجرت میں نے ادا کی۔ نینو کو کچھ مردوں کے ساتھ ایک اِگلو میں چھوڑ دیا گیا؛ مجھے ایک خاندان کے ساتھ دوسرے میں: ایک بوڑھا آدمی، 70 اور 80 کے بیچ، اور تین عورتیں 30 اور 50 کے بیچ۔

یہ ایک بند دنیا تھی۔ سادہ۔ بے رحم۔

آدمی ایک طرف رہتا۔ عورتیں کام کی رفتار سنبھالے رکھتیں۔ اور بیت الخلا اِگلو سے پانچ میٹر دور ایک ٹیلا تھا: پاخانہ زمین تک پہنچنے سے پہلے جم جاتا۔ میرا پہلا پیشاب ایک پیلا آرکٹک ستارہ بن گیا۔ یہ شمال تھا جو مجھے سلام کر رہا تھا۔

درمیانی عمر کی عورت، ماگی، تھوڑی بہت انگریزی بولتی تھی۔ باقی سب اشارے تھے، آنکھیں، ہاتھ۔ سردی کی زبان۔

جب مجھے سوٹ کے استعمال کا یقین نہ تھا تو اُس نے بلا سوچے میری ٹانگوں کے بیچ ہاتھ لگا کر مجھے ایک چھپی ہوئی زپ دکھائی۔ نہ کوئی بدنیتی تھی، نہ کوئی جھجک: صرف کام۔ بقا۔

اِگلو میں تین دن

وہ کھانا لے آئیں۔ دھواں دی ہوئی مچھلی، کچی مچھلی، کوڈ کی کلیجی، وہیل کا پیٹ۔ اور شارک کے گولے۔ کوئی انتخاب نہ تھا۔ کوئی متبادل نہ تھا۔ یہ وہ تھا جو فطرت دیتی ہے۔

پھر میں نے پیا: ایک سرخ مائع۔ میں سمجھا شراب ہے۔ یہ چھانا ہوا، ابالا ہوا، میٹھا کیا ہوا وہیل کا خون تھا۔ میں نے پی لیا۔ اس نے مجھے ایسی طاقت دی جو میں نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ ایک ازلی توانائی۔ میں سمجھا کوکین ہے۔ نہیں۔ یہ شمال تھا جو جسم میں داخل ہو رہا تھا۔

عورتیں مجھے دیکھتی رہتیں۔ بوڑھا شکار کو نکل جاتا۔ میں آرام کرتا اور خون پیتا۔ تین دن بغیر فون، انٹرنیٹ، کمپیوٹر کے، بغیر نینو کے۔ بس میں اور وہ۔

رات نہیں تھی۔ صرف روشنی، آگ، برف اور سانس۔

تینوں عورتیں سونے کو لیٹ گئیں۔ میں جگہ ڈھونڈنے لگا۔ سب سے چھوٹی نے بازو اٹھایا اور مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ میں سمجھا نہیں۔ اُنہوں نے کہا میں اُن کا "کرسمس" ہوں۔

یہ کہنے کا ایک انداز کہ مجھے قبول کر لیا گیا تھا۔

میں نے شکریے کے طور پر اُنہیں کچھ پیسے دینے چاہے۔ اُنہوں نے انکار کر دیا۔ اُنہیں بس ایک گلے ملنا چاہیے تھا۔ اور کالابریائی زبان کے چند الفاظ، تاکہ وہ قریب محسوس کریں۔

وہیں میں نے سچے تحفوں کی قدر سمجھی: وہ جو نہ خریدے جا سکتے ہیں نہ بیچے۔

گائیڈ کی رخصت

تین دن بعد گائیڈ آئی۔ وہ تینوں عورتوں سے ایک گھنٹہ باتیں کرتی رہی۔ میں باہر تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میرا معاملہ نہیں تھا۔ یہ اُن کی زبان تھی، اُن کی دنیا، اُن کا قانون۔

کنٹینر میں، جب میں کپڑے اتار رہا تھا، گائیڈ اندر آ گئی۔ متجسس۔ دو ٹوک۔ شمالی۔ اُس نے مجھے زور سے گلے لگایا۔ اُس نے مجھے چوما۔ اُس کی جلد دودھ جیسی سفید تھی۔ اُس کی آنکھیں اگست کے آسمان جیسی نیلی تھیں۔

اُس نے کہا مجھے ساتھ لے چلو۔ اُس دنیا سے نکلنے کے لیے وہ کچھ بھی کر گزرتی۔

میں احترام سے مسکرایا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

میں نے اُس کے پاس صرف ایک وعدہ چھوڑا: "اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے خط لکھ دینا۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔" اُس نے پیسے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک خوبصورت عورت تھی، مگر تنہا۔ ایک ایسی تنہائی جو دور سے دکھائی نہیں دیتی۔ ایک ایسی تنہائی جسے سردی معاف نہیں کرتی۔

گھر واپسی

ہم نینو کو لینے گئے۔ وہ بے حد خوش تھا۔ وہ واپس جانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اُس کی بیوی سے میرا وعدہ تھا۔

اُس نے سب کو اپنے تین دنوں کا حال سنایا۔ میں چپ رہا۔ میں نے اُس آدمی سے کبھی کچھ نہیں بانٹا۔ صرف کاغذ سے۔

اور یوں، جب نینو اپنی دنیا میں لوٹ رہا تھا، میں ایک اور دنیا کی راہ پر تھا۔ ایک اور منزل۔ ایک اور ملاقات۔

خوش آمدید۔

اختتامیہ

شمال تمہیں چھینتا نہیں: تمہیں بدل دیتا ہے۔ اور کبھی

تمہیں پورا واپس نہیں لوٹاتا۔ مرد قطبِ شمالی روشنی، خاموشی، تصویروں، خوابوں کی تلاش میں آتے ہیں۔ عورتیں بچے رہنے کے لیے ٹھہرتی ہیں۔

مرد وہ سناتے ہیں جو اُنہوں نے دیکھا۔ عورتیں اُس پر چپ رہتی ہیں جو اُن پر گزرا۔

مرد لوٹ جاتے ہیں۔ عورتیں رہ جاتی ہیں۔ وہ سردی میں رہتی ہیں، برف کے گھروں میں، آن سنی خاموشیوں میں۔ وہ اُن برادریوں کو سہارا دینے کے لیے رہتی ہیں جو اُن کا جشن نہیں مناتیں۔ وہ بچوں، بوڑھوں، اجنبیوں کی حفاظت کے لیے رہتی ہیں۔ وہ آن دیکھی رہتی ہیں۔

وہاں سے میں صرف ایک یاد لے کر آیا: ایک خوبصورت، بے حد خوبصورت عورت، مگر اکیلی۔ رومانوی معنوں میں نہیں۔ انسانی معنوں میں۔ المناک معنوں میں۔

غور و فکر

شمال جسم کو نہیں مارتا۔ موجودگی کو مارتا ہے۔ اور جو باقی رہ جاتا ہے وہ سفیدی ہے: ایک ایسی جگہ جہاں عورتیں ایک ہی وقت میں جیتی بھی ہیں اور غائب بھی ہو جاتی ہیں۔

اسی لیے میں لکھتا ہوں۔ کیونکہ انتہائی جگہیں اپنی کہانی خود نہیں سناتیں۔ اور جو اُن سے گزرتے ہیں وہ چپ رہنے کی عیاشی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

میں نہیں۔ میں نہیں۔ میری دھرتی نے مجھے جنم دیا، اور باقی دنیا مجھے مہمان کے طور پر نہیں بلکہ گھر کے ایک فرد کے طور پر قبول کرتی ہے۔

شمال کی مطلق سفیدی سے میں ریاست ہائے متحدہ کی مطلق الجھن میں اتر آیا۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ناممکن ذمہ داری

اٹھارہ برس ایک امریکی کمپنی کے لیے کام کرنا تمہیں وہ کچھ دیتا ہے جو دنیا کی کوئی اور کمپنی نہیں دے سکتی: کام کی ایک ثقافت، طریقۂ کار، ایک واضح مشن، اور اقدار کا ایک نظام جو نظریہ نہیں—روزمرہ کا عمل ہے۔ وہ تمہیں یہ سمجھاتے نہیں؛ تمہارے اندر تعمیر کر دیتے ہیں۔ اور یہ کام تم سے اجازت لیے بغیر کرتے ہیں۔

میں نیویارک کے دفتر میں تھا جب مجھے ایک ایسے کام کی پیشکش ہوئی جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ ترقی نہیں۔ تبادلہ نہیں۔ ایک تجربہ۔

ایک خفیہ پروگرام، جو ریاست ہائے متحدہ کے اندر انسانی تعلقات کے ایک ماڈل کی توثیق کے لیے بنایا گیا تھا۔ اُنہوں نے مینیجروں، ماہرینِ نفسیات یا

تربیت کاروں کو نہیں چنا تھا۔ اُنہوں نے ایسے لوگ چنے تھے جن کے پاس حقیقی دنیا کا ایک خاص طرح کا تجربہ تھا۔ اور میرا نام سامنے آیا—حالانکہ میں اٹھارہ برس سے سیلز میں تھا۔ وہ عہدہ نہیں دیکھ رہے تھے: ذہن دیکھ رہے تھے۔

امتحان بیان کرنے میں سادہ اور پورا کرنے میں بے حد مشکل تھا:

ایک سال میں 50 امریکی ریاستوں کا دورہ کرنا، شہر خود چن کر اور ہر ایک میں کم از کم ایک ہفتہ ٹھہر کر۔

آخری دو ہفتے لازمی چھٹی ہوتی۔ سارا خرچ وہ اٹھاتے۔ مجھے بس جینا تھا، دیکھنا تھا، سمجھنا تھا، اور ہر پیر کو ایک رپورٹ دینی تھی۔ ایک انسانی، خشک، دقیق بیان۔

میں نے معاہدے پر دستخط کر دیے۔ گھر والوں کو اطلاع دی۔ اُنہوں نے کچھ نہیں پوچھا۔ وہ بس یہ جاننا چاہتے تھے کہ مہینے کا خرچ پہنچ گیا یا نہیں۔ میں امریکہ میں ایک سال کا سامنا کرنے جا رہا تھا۔ وہ، ہمیشہ کی طرح، اگلے مہینے کا سامنا کر رہے تھے۔

احتیاطاً میری تنخواہ سیدھی اٹلی میں میرے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی تھی۔ یہ مجھے شائستگی سے کہنے کا ایک طریقہ تھا: ”کوئی حماقت نہ کرنا۔ جو تمہارے پاس ہے اُسی میں جیو۔ دیکھتے ہیں تم اصل میں کون ہو۔“

صرف پندرہ برس بعد مجھے اپنی اصل رپورٹوں، تجزیوں اور اُس مواد تک رسائی ملی جو اُنہوں نے میرے بارے میں جمع کیا تھا۔ یہ کتاب وہیں سے پیدا ہوئی۔ مجھے اسے شائع کرنے کی منظوری ملی، ایک شرط پر: اُس کمپنی کا نام کبھی نہ لینا جس نے یہ کام کروایا تھا۔

کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کہانی لوگوز کی نہیں۔ یہ ایک ایسے ملک میں ایک آدمی کی کہانی ہے جسے خود جیے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔

کیا میں سب سے دور والے مقام سے شروع کروں؟

منطقی انتخاب یہ تھا کہ مرکز سے نہیں، کناروں سے شروع کیا جائے۔ دو سادہ وجوہات سے:

1. میں تجربے سے تازہ تازہ نکلا تھا: پوری بیداری، پوری توجہ۔

2. انتہا سے شروع کر کے میں راستہ درست کر سکتا تھا اور سفر صاف ستھرے انداز میں ختم کر سکتا تھا۔

مجھے بوسٹن یا شکاگو سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مجھے ایک سرحد سے شروع کرنا تھا۔ ایک ایسی جگہ سے جو صرف کاغذ پر امریکہ تھی۔

میں نے جونو چنا، الاسکا کا دارالحکومت۔ الگ تھلگ۔ صرف کشتی یا ہوائی جہاز سے پہنچا جا سکنے والا۔ ایک شہر جو کسی کا نہیں۔ آغاز کے لیے بہترین جگہ۔

وسائل کا بہترین استعمال

روانگی سے پہلے میں نے وہ کیا جس کی ایک امریکی سب سے پہلے قدر کرتا ہے: میں نے سیاح کی طرح نہیں، پیشہ ور کی طرح تیاری کی۔

میں نے تین مقبول ترین ایئرلائنز کو فون کیا، وہ جن کا اندرونِ ملک سب سے بڑا جال ہے۔ ایک گھنٹے سے کم میں میں نے 60% رعایت پر پچاس اندرونی پروازوں کی ایک کتابچہ خرید لی۔

کوئی وقت کی حد نہیں۔ کوئی دنوں کی حد نہیں۔ کوئی پابندی نہیں۔ بس ایک شرط: ایک سال کے اندر استعمال کر لو۔

میں نے ہوٹلوں کی چینز، Uber ٹیکسیوں اور کار کرائے کی کمپنیوں کے ساتھ بھی یہی کیا، اور پھر مرحلوں کا، طریقوں کا، مگر اوقات کا نہیں، ایک باقاعدہ نظام الاوقات تیار کیا۔

میں تیار تھا۔

یہ میری پہلی حقیقی کامیابی تھی۔ پہلی علامت کہ مجھے حرکت کرنا آتا ہے۔ امریکہ عمل کرنے والوں کو انعام دیتا ہے، انتظار کرنے والوں کو نہیں۔

جب کمپنی نے یہ لین دین دیکھا تو اُس نے وہی کیا جو امریکی ثقافت ہمیشہ کرتی ہے: اعتبار کو جانچا۔

کیا میں ایک سال کی مسلسل نقل و حرکت سنبھال سکتا تھا؟ کیا میں اچانک واقعات، فاصلوں اور ہنگامی حالات سے نمٹ سکتا تھا؟ کیا میں خودمختار تھا؟

اسی لیے روانگی سے پہلے میں نے ایک اور اہم بات طے کی:

میں نے یقینی بنایا کہ میرے کریڈٹ کارڈ کی ماہانہ حد کم از کم ایک لاکھ ڈالر ہو۔

یہ خرچ کرنے کے لیے نہیں تھی۔ یہ دکھانے کے لیے تھی کہ ہم اسے سنبھال سکتے ہیں۔ امریکی ایسے ہی سوچتے ہیں: اگر تمہارے پاس خودمختاری نہیں تو آزادی نہیں۔ اور اگر آزادی نہیں تو تمہاری جانچ نہیں ہو سکتی۔

اُس لمحے سے پروگرام ایک ذمہ داری نہیں رہا۔ ایک مشن بن گیا۔

اور اب سچ مچ سفر شروع

الاسکا صرف جغرافیے کے لحاظ سے ریاست ہائے متحدہ کا حصہ ہے۔ یہ ایک اور دنیا ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں عورتیں بے نشان غائب ہو جاتی ہیں۔ جہاں کوئی شکایت کبھی اپنی منزل تک نہیں پہنچتی۔ جہاں شہر ایک وحشی براعظم کے بیچ محض مہذب جزیرے ہیں۔

جونو میرا پہلا امتحان تھا: ایک دارالحکومت جسے ملک کے باقی حصے سے کوئی سڑک نہیں جوڑتی۔ امریکہ کا ایک ٹکڑا جو امریکہ جیسا نہیں لگتا۔

یہاں مجھے ایک بات سمجھ آنے لگی: یہ سفر جغرافیائی نہیں ہوگا۔ انسانی ہوگا۔

بلاک 1 (جلد اوّل)

الاباما – الاسکا – ایریزونا – آرکنساس – کیلیفورنیا – کولوراڈو – کنیکٹیکٹ – ڈیلاویئر – فلوریڈا – جارجیا

بلاک 2 (جلد دوم)

ہوائی – آئیڈاہو – الینوائے – انڈیانا – آئیووا – کنساس – کینٹکی – لوزیانا – مین – میری لینڈ

بلاک 3 (جلد سوم)

میساچوسٹس – مشی گن – مینیسوٹا – مسیسپی – میزوری – مونٹانا – نیبراسکا – نیواڈا – نیو ہیمپشائر – نیو جرسی – نیو میکسیکو

بلاک 4 (جلد چہارم)

نیویارک – واشنگٹن

بلاک 5 (جلد پنجم)

نارتھ کیرولائنا – نارتھ ڈکوٹا – اوہائیو – اوکلاہوما – اوریگن – پنسلوینیا – رہوڈ آئی لینڈ – ساؤتھ کیرولائنا

بلاک 6 (جلد ششم)

ساؤتھ ڈکوٹا – ٹینیسی – ٹیکساس – یوٹاہ – ورمونٹ – ورجینیا – ویسٹ ورجینیا – وسکونسن – وائیومنگ

نارتھ کیرولائنا

نارتھ کیرولائنا ایک ریاست ہے جو دو پٹریوں پر چلتی ہے۔ ایک طرف "نیا امریکہ" ہے: یونیورسٹی کی تحقیق، ٹیکنالوجی، اسٹارٹ اپس، ڈاکٹر، انجینئر، محقق، اور جدید، بڑھتے ہوئے شہر۔ دوسری طرف "پرانا امریکہ" ہے: – غریب دیہات – الگ تھلگ برادریاں – بھاری روایات – جسمانی مشقت – دور کا علاج – اب بھی سخت کردار۔ یہ ایک ساتھ نہیں رہتے۔ ایک دوسرے کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہاں عورتیں اس حساب سے غائب ہوتی ہیں کہ وہ کہاں پیدا ہوئیں: – جدیدیت میں، دباؤ اور مقابلے کی وجہ سے– دیہات میں، تنہائی اور روایت کی وجہ سے– درمیانے شہروں میں، کم اجرت والے کام اور سہولتوں کی کمی کی وجہ سے– تاریخی سیاہ فام برادریوں میں، دوہری لڑائی کی وجہ سے: نسل کی اور جنس کی۔

نارتھ کیرولائنا سطح پر شائستہ ہے اور تفصیل میں درندہ۔

ریسرچ ٹرائی اینگل کی عورت – 33 برس

سارہ ایک اسٹارٹ اپ میں ڈیٹا اینالسٹ ہے۔ محنتی، ذہین اور خوب تیار، وہ ایک ایسے ماحول میں کام کرتی ہے جو خود کو ترقی پسند، "یورپی" اور جدید بنا کر بیچتا ہے۔

سچ یہ ہے: – لمبے اوقات – نہ ختم ہونے والی توقعات – ہر ہفتے بدلتے اہداف – نوجوان مینیجر جو بے خبری میں لوگوں کو جلا ڈالتے ہیں – عورتیں جنہیں آدھی پہچان کے لیے دُگنی کوشش کرنی پڑتی ہے۔

سارہ نے پڑھائی کی، برسوں لگائے، اپنی زندگی اور وقت قربان کیا۔ اور اب وہ ایک ایسے نظام میں ہے جو اُسی دن اُس کے لیے تالیاں بھی بجاتا ہے اور اُسے کھا بھی جاتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی پیشہ ورانہ ہے: مستقبل کی تعمیر کے لیے وہ لازمی ہے، مگر اُس کے پاس اُسے بچانے والا کوئی سہارا نہیں۔

دیہی عورت – 49 برس

جدیدیت سے سو کلومیٹر دور ایک اور نارتھ کیرولائنا ہے۔ دور دور گھر، تمباکو اور سویابین کے کھیت، لمبی سردیاں، سخت گرمیاں۔ سڑکیں بغیر فٹ پاتھ کے، بغیر دکانوں کے، بغیر کسی چیز کے۔

لنڈا ایسے ہی ایک علاقے میں رہتی ہے۔ وہ ایک مقامی دکان پر پارٹ ٹائم کام کرتی ہے۔ ہر چیز کے لیے میلوں سفر کرتی ہے: ڈاکٹر، دواخانہ، اسکول، بینک۔ اُس کا سارا دن اُس کے کندھوں پر ہے: – بچے – گھر – بوڑھے – کام – روزمرہ کے کام – ہنگامی حالات جو وہ اکیلی نمٹاتی ہے۔

وہ چُن نہیں سکتی۔ وہ بدل نہیں سکتی۔ وہ میلوں کا مسلط کیا ہوا معمول توڑ نہیں سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ اتنی دور رہتی ہے کہ دکھائی نہیں دیتی۔

درمیانے شہر کی افریقی امریکی عورت –

38 برس کِم شارلٹ کے ایک کال سینٹر میں کام کرتی ہے۔ وہ اسکرپٹ، ٹائمر، پیمانوں اور ایسے نگرانوں کے ساتھ کام کرتی ہے جو ہر وقفے پر نظر رکھتے ہیں۔

اُس کے دو بچے ہیں اور ایک ماں جس کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ شہر بڑھ رہا ہے، کمپنیاں آ رہی ہیں، فلک بوس عمارتیں اُٹھ رہی ہیں۔ مگر اصل مواقع اُس تک نہیں پہنچ رہے۔

نارتھ کیرولائنا ترقی کی بات کرتی ہے، مگر وہ ترقی سیاہ فام برادریوں کے اوپر سے رُکے بغیر گزر جاتی ہے۔

کِم سنبھالتی ہے: – جذباتی طور پر نچوڑ دینے والا کام – بچوں کی پڑھائی – روز کی تھکن – بڑھتے اخراجات – ایک سماجی ترقی جو حقیقت میں موجود ہی نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی نسلی اور معاشی ہے: وہ شہر کا ستون ہے، مگر کبھی اوپر نہیں پہنچتی۔

ساحلوں کی عورت – 41 برس

تانیا ساحل پر رہتی ہے۔ سمندر خوبصورت ہے، گھر سلیقے سے رکھے ہیں، اور سیاحت مضبوط ہے۔ مگر اصل زندگی کچھ اور ہے۔

ایک ریزورٹ میں کام: – کمرے – دھلائی – صفائی – سیاحوں کا استقبال – لمبی شفٹیں – کم اجرتیں

گرمیوں میں کام کا بوجھ حد سے زیادہ ہے۔ سردیاں خاموشی ہیں اور ایسے حساب جو پورے نہیں ہوتے۔

ساحلی نارتھ کیرولائنا تصویروں میں خوب لگتی ہے، مگر وہ اُن عورتوں کی مشقت پر ٹکی ہے جو وہ دولت کبھی نہیں دیکھیں گی۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: سب کچھ سیاحت کے گرد گھومتا ہے، مگر جو اُسے سہارا دیتی ہیں اُنہیں اُن کا حق نہیں ملتا۔

اختتامیہ – نارتھ کیرولائنا

نارتھ کیرولائنا ایک ایسی ریاست ہے جو ایک دوسرے سے بہت دور حرکیات میں بٹی ہوئی ہے۔ عورتیں ہر جگہ قیمت چکاتی ہیں: اُس ٹیکنالوجی میں جو مواقع کا وعدہ کرتی ہے مگر سہارا نہیں دیتی، اُن دیہات میں جو الگ تھلگ کر دیتے ہیں، اُن شہروں میں جو شمولیت کے بغیر بڑھتے ہیں، اور اُن ساحلوں میں جو چھوٹے اور کٹھن موسموں پر جیتے ہیں۔

یہ ایک ایسا مٹاؤ ہے جو جدید بھی ہے اور قدیم بھی۔ عورتیں ریاست کے ہر کونے میں چلانے والی قوت ہیں، مگر ریاست اُنہیں محض ایک ضروری موجودگی سمجھتی ہے۔

غور و فکر – نارتھ کیرولائنا

اس جلد کی ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک الگ شکل دکھاتی ہے۔ نارتھ کیرولائنا وہ شکل دکھاتی ہے جو اندرونی فاصلے سے پیدا ہوتی ہے: امیر اور غریب کے درمیان، شہر اور دیہات کے درمیان، نئے اور پرانے کے درمیان، اُس کے درمیان جس کا ریاست وعدہ کرتی ہے اور جو وہ دیتی ہے۔

عورت ہمیشہ بیچ میں رہتی ہے۔ وہ وہ لکیر ہے جو اُن دنیاؤں کو جوڑتی ہے جو آپس میں بات نہیں کرتیں۔ اور ٹھیک اسی لیے کہ وہ سب کچھ تھامے رکھتی ہے، کوئی اُسے مرکز میں نہیں رکھتا۔

یہ باب یہ بات بغیر کسی پردے کے کہنے کے لیے ہے: جدیدیت، اکیلی، کسی کو آزاد نہیں کرتی۔ ہمیں اُنہیں پہچاننا ہوگا جو سچ مچ اُسے سہارا دیتی ہیں۔

نارتھ ڈکوٹا

نارتھ ڈکوٹا ایک بے رحم سرزمین ہے۔ شدید سردیاں، جلد کاٹ دینے والی ہوائیں، لمبی خالی سڑکیں، چھوٹے دور افتادہ قصبے، نظر نہ آنے والی مقامی امریکی برادریاں، اور تیل کے میدان جو منظر پر چھائے ہوئے ہیں۔

یہ ایک ایسی ریاست ہے جہاں عورتیں دو مخالف قوتوں کے بیچ رہتی ہیں: فطرت جو حکم چلاتی ہے اور ایک معاشرہ جو بدلتا نہیں۔

یہ ایک ایسی جگہ ہے جو خوشی سے زیادہ برداشت کا صلہ دیتی ہے۔ اور اسی منطق کے اندر عورتیں روزمرہ کی تفصیلوں میں غائب ہو جاتی ہیں: – کم اجرت والے کاموں میں – جغرافیائی تنہائی میں – سہولتوں کی کمی میں – سخت خاندانی کرداروں میں – الگ تھلگ برادریوں میں – مردوں کی معیشت کے مسلط کیے ہوئے آہنگ میں۔

نارتھ ڈکوٹا بُری نہیں ہے۔ وہ کھردری ہے۔ اور اُس کی کھردرائی میں بہت سی عورتیں بے آواز نگل لی جاتی ہیں۔

اُئل رِگ کی عورت – 35 برس

جیسیکا ولسٹن میں رہتی ہے، تیل کے شہر میں۔ وہ ایک پلانٹ میں کوآرڈینیشن ورکر کے طور پر کام کرتی ہے۔ وہ مردوں سے بھری ایک جگہ کی گنی چنی عورتوں میں سے ایک ہے، جہاں بھاری شفٹیں، بڑے بڑے ٹرک، ورکشاپیں اور مسلسل شور ہے۔

ہر دن ایک امتحان ہے: – نامناسب مذاق – فضول تبصرے – عزت جو دس گنا کما کر لینی پڑتی ہے – کام کا خطرہ – صفر پرائیویسی۔

تنخواہ اچھی ہے، مگر انسانی قیمت بہت بڑی ہے۔ اُس کے کوئی سچے دوست نہیں۔ کوئی مستحکم رشتہ نہیں۔ کوئی سہارے کا جال نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی سماجی ہے: مردوں میں گھری ہوئی، پھر بھی اکیلی۔

مقامی امریکی عورت – 40 برس

نارتھ ڈکوٹا کی بہت سی مقامی امریکی برادریاں بھلا دی گئی زندگی جیتی ہیں۔ رہائش کم ہے، مواقع نہیں ہیں، اسکول کمزور ہیں، اور اسپتال دور ہیں۔ مقامی امریکی عورتیں ایسے زخموں کی میراث اٹھائے ہوئے ہیں جنہیں ریاست نے کبھی نہیں بھرا۔

الانا کے چار بچے ہیں۔ وہ ایک کمیونٹی سینٹر میں پارٹ ٹائم کام کرتی ہے۔ اُس کی قوم کی تاریخ ہر جگہ لکھی ہے: چہروں میں، خاموشیوں میں، غیر موجودگیوں میں۔

مسائل مستقل ہیں: – بے روزگاری – پھیلی ہوئی لتیں – ریاست کی مدد تقریباً نہ ہونے کے برابر – کمزور بنیادی ڈھانچہ – سماجی افسردگی۔

اُس کی غیر موجودگی تاریخی اور ڈھانچے کی ہے: ثقافت مضبوط ہے، مگر حال اُسے نظر انداز کرتا ہے۔

ننھے قصبوں کی عورت – 50 برس

نارتھ ڈکوٹا ایسے قصبوں سے بنی ہے جو نقشوں پر نظر نہیں آتے۔ پانچ سڑکیں، ایک اسکول، ایک گرجا، اور ایک پیٹرول پمپ۔

کیرن اُن میں سے ایک میں رہتی ہے۔ وہ ایک چھوٹی پرچون کی دکان میں کام کرتی ہے۔ ہر روز وہ وہی لوگ، وہی حرکتیں، وہی باتیں دیکھتی ہے۔

اسپتال تک پہنچنے کے لیے ایک گھنٹہ گاڑی چلانی پڑتی ہے۔ کوئی دوسرا کام ڈھونڈنے کے لیے اس سے بھی زیادہ۔ کچھ ذرا سا بھی نیا ڈھونڈنے کے لیے دو گھنٹے لگتے ہیں۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: اُس کے پاس کوئی متبادل نہیں۔ اُس کی زندگی اُس جگہ سے طے ہوتی ہے جہاں وہ رہتی ہے۔

زرعی سرحد کی عورت – 47 برس

کی عمر

میگن ریاست کے سب سے زرعی علاقے میں رہتی ہے۔ نہ ختم ہونے والے کھیت، ٹریکٹر، فصلیں، برف جو بہت جلد گر جاتی ہے۔

فارم پر کام: – جانور – اوزار – اصطبل – مرمت – حساب کتاب – کھانا پکانا – خاندان – ہنگامی حالات جو ہمیشہ سنبھالنے ہوتے ہیں۔

یہاں فارم کی عورت جتنا بوجھ دکھائی دیتا ہے اُس سے دُگنا اٹھاتی ہے۔ اور بازو، دماغ، انتظام، ریڑھ کی ہڈی۔ مگر یہ سب "فارم پر مدد" کہلاتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: وہ سب کچھ کرتی ہے مگر معیشت کا مرکزی حصہ کبھی نہیں مانی جاتی۔

اختتامیہ – نارتھ ڈکوٹا

نارتھ ڈکوٹا ایک ایسی ریاست ہے جو حفاظت نہیں کرتی۔ وہ طاقت مانگتی ہے، برداشت مانگتی ہے، صبر مانگتی ہے۔ عورت پوری لگن سے جواب دیتی ہے، مگر ریاست اُسے جواب نہیں دیتی۔

تیل کی رِگ سے مقامی امریکیوں کی ریزرویشن تک، ننھے دیہاتوں سے الگ تھلگ فارموں تک، عورتیں غائب نہیں ہوتیں وہ زمین میں جذب ہو جاتی ہیں، جیسے اُن کی موجودگی کوئی طے شدہ بات ہو۔

غور و فکر – نارتھ ڈکوٹا

ہر غیر موجودگی کی ایک وجہ ہوتی ہے۔ نارتھ ڈکوٹا میں وجہ خود زمین ہے: بڑی، سخت، دور افتادہ، بے ڈھنگی، اپنی معیشت میں مردانہ، اپنی تبدیلی میں سست۔

عورت ایک ایسے منظر میں رہتی ہے جس میں کمزوری کی کوئی جگہ نہیں، ایک ایسے معاشرے میں جو اُس کی مشقت کو منظر کا ناگزیر حصہ سمجھتا ہے۔

وہ اس لیے نظر نہیں آتی کہ اُس کی کوئی قدر نہیں، ایسا نہیں: وہ اس لیے نظر نہیں آتی کہ یہاں زمین لوگوں سے بڑی ہے۔

اور یہ باب یاد دلانے کے لیے ہے: طاقت کوئی انتخاب نہیں۔ کچھ جگہوں پر یہی واحد راستہ ہے۔

اوہائیو

اوہائیو خاموش امریکہ کا آئینہ ہے۔ یہ منہدم صنعتی شہروں، بے سمت مضافات، خالی خاندانوں، بھاگتی جوانی، اور ایسے کاموں کی ریاست ہے جو اب کسی چیز کی ضمانت نہیں دیتے۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جو کبھی سب کچھ پیدا کرتی تھی اور اب انتظار پیدا کرتی ہے: بہتر مستقبل کا انتظار، ایک ایسے موقع کا انتظار جو کبھی نہیں آتا، ایک ایسی تبدیلی کا انتظار جو آہستہ چلتی ہے، رُکی رُکی۔

یہاں عورت وہ حصے جوڑ کر رکھتی ہے جنہیں ریاست کو سہارا دینا چاہیے: – ٹوٹے خاندان – غیر مستحکم آمدنی – منشیات سے زخمی برادریاں – گرتے ہوئے گھر – مشکل میں پڑے اسکول – بھری ہوئی سماجی خدمات۔

اوہائیو عورت کو مارتا نہیں۔ اُس کا سانس چھین لیتا ہے۔ آہستہ آہستہ، خاموشی سے، ہر روز تھوڑا تھوڑا۔

منہدم صنعتی شہر کی عورت – 46

برس

مشیل کلیولینڈ میں رہتی ہے، ایک ایسے محلے میں جہاں کبھی کام کی چہل پہل تھی۔ اُس کے والد ایک کارخانے میں کام کرتے تھے۔ اُس کے دادا بھی۔ پھر سب بدل گیا: منتقلیاں، بندشیں، دیوالیے۔

اب وہ ایک سپر مارکیٹ میں کام کرتی ہے: بدلتی شفٹیں، کم تنخواہ، کوئی تحفظ نہیں۔ ہر مہینے دیوالیہ ہونے سے بچنے کے لیے اُسے سرجن جیسی باریکی سے حساب لگانا پڑتا ہے۔

گھر پرانا ہے، محلہ کمزور ہے، مواقع کم ہیں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور نسل در نسل ہے: وہ ٹھیک اُس مقام پر جیتی ہے جہاں ایک پوری صنعتی شناخت ڈھے گئی، اور اپنے ساتھ اُن عورتوں کو بھی لے گئی جو کوئی دوسرا مستقبل نہ چُن سکیں۔

وہ عورت جو اوپیئڈ

بحران کے دوران خاندان پالتی ہے – 38 برس۔ اوہائیو امریکہ میں اوپیئڈ کی وبا کے مراکز میں سے ایک ہے۔ دوا ساز کمپنیاں، رعایت برتنے والے ڈاکٹر، کمزور برادریاں: ایک آہستہ دھماکا جس نے پورے پورے خاندان اجاڑ دیے۔

ایملی ڈیٹن میں رہتی ہے۔ اُس کا شوہر تین سال پہلے منشیات کی زیادہ مقدار سے مر گیا۔ اُس کے دو بچے ہیں اور وہ ایک کلینک میں ریسپشنسٹ کے طور پر کام کرتی ہے۔ ہر روز وہ جانے پہچانے چہرے دیکھتی ہے: مایوس مائیں، ٹوٹے ہوئے نوجوان، باپ جو بچ نہ سکے۔

اوہائیو "اوپیئڈ بحران" کی بات کرتا ہے۔ وہ غیر موجودگی کی بات کرتی ہے: ایک کھویا ہوا مرد، ایک ٹوٹا ہوا خاندان، ایک بوجھ جو پورا کا پورا اُس کے کندھوں پر آ پڑا۔

اُس کی غیر موجودگی جذباتی اور سماجی ہے: وہ بچوں کو گھر میں اور کام کو چلتا رکھتی ہے، جبکہ جس نظام نے یہ مسئلہ پیدا کیا وہ اسے ٹھیک کرنے کے لیے کچھ نہیں کرتا۔

غریب سفید فام مضافاتی عورت – 28 برس

سمانتھا ایک ایسے مضافات میں رہتی ہے جو کسی بے رنگ فلم سے نکلا لگتا ہے: Walmart، پیٹرول پمپ، پہلے سے بنے گھر، فاسٹ فوڈ ریستوران، نہ ختم ہونے والی پارکنگیں۔

وہ ایک McDonald's میں کام کرتی ہے۔ دہرائی جانے والی شفٹیں، خودکار حرکتیں، چڑچڑے گاہک، اور ہر مہینے بدلتی انتظامیہ۔ وہ اتنا کماتی ہے کہ گزارا ہو جائے، مگر کبھی اتنا نہیں کہ آگے بڑھ سکے۔

اُس کی ماں اب کام نہیں کرتی۔ اُس کا ساتھی کبھی ہے کبھی نہیں۔ اُس کے خواب ہیں جنہیں وہ نہیں جانتی کہاں رکھے۔ اُس کی غیر موجودگی اجتماعی ہے: وہ اُسی حالت والے لوگوں میں گھری ہے، اور یہ اُس کی محنت کو اور بھی آن دیکھا کر دیتا ہے۔

جو بہت سوں کے لیے معمول ہو، اُسے کوئی نہیں دیکھتا۔

زرعی علاقے کی عورت – 54 برس

شہروں سے باہر ایک ایسا اوہائیو ہے جو کھیتی باڑی، چھوٹے مویشیوں اور جسمانی مشقت پر جیتا ہے۔ یہاں عورتیں ہر چیز سنبھالتی ہیں: حساب کتاب، جانور، فصلیں، بچے، بزرگ اور گھر۔

لنڈا لنکاسٹر کے قریب ایک فارم پر رہتی ہے۔ اُس کے بچے بڑے ہو چکے ہیں، شوہر باہر کام کرتا ہے، اور وہ پیچھے رہ کر وہ سب سنبھالتی ہے جو زمین مانگتی ہے۔

وہ ہفتے کے ساتوں دن کام کرتی ہے، گرمی میں، سردی میں، بارش میں اور برف میں۔ کوئی چھٹی کا دن نہیں۔ ذہنی سکون کا کوئی لمحہ نہیں۔ کوئی اعتراف نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: یہ مان لیا جاتا ہے کہ زرعی عورت "سنبھال لیتی ہے"۔ ہاں، اُس نے سنبھال لیا۔ مگر قیمت ہمیشہ وہی چکاتی ہے۔

اختتامیہ – اوہائیو

اوہائیو ایک ایسی ریاست ہے جس سے بہت کچھ چھین لیا گیا، اور جس نے اُن سے چھیننا سیکھ لیا جن کی آواز سب سے کم ہے۔

یہاں کی عورتیں معجزے نہیں مانگتیں۔ وہ استحکام، تحفظ اور حقیقی مواقع مانگتی ہیں۔ اُنہیں ان کے ٹکڑے ملتے ہیں۔

اُجڑے ہوئے صنعتی شہروں سے لے کر اوپیئڈز میں ڈوبے محلوں تک، بے مستقبل سفید فام مضافات سے لے کر کبھی نہ سستانے والی کھیتیوں تک، عورتیں وہ سب جوڑے رکھتی ہیں جسے ریاست اب سہارا نہیں دیتی۔

غور و فکر – اوہائیو

اوہائیو میں عورتوں کی غیر موجودگی کسی ایک وجہ کا نتیجہ نہیں۔ یہ تمام ٹوٹ پھوٹ کے ملاپ کا نتیجہ ہے: معاشی، سماجی، صحت کی، خاندانی اور برادری کی۔

یہاں عورت اُس دراڑ میں جیتی ہے جو اُس کے درمیان ہے جو اوہائیو تھا اور جو وہ اب کبھی نہیں بن سکتا۔

یہ ایک ایسی غیر موجودگی ہے جو کوئی شور نہیں مچاتی، کیونکہ یہ معمول بن چکی ہے۔

اور ان صفحات کا کام ٹھیک یہی ہے: آن دیکھے کو دکھانا، اُنہیں چہرہ دینا جو سب کچھ تھامے رکھتی ہیں مگر جن کا کبھی نام نہیں لیا جاتا۔

اوکلاہوما

اوکلاہوما ماضی اور حال کے درمیان مسلسل کشمکش میں جیتا ہے۔ یہ زمین، ہوا، گرجا گھروں، دیہی برادریوں، بدلتے ہوئے درمیانے شہروں اور ایک ایسی مقامی وراثت سے بھری ریاست ہے جسے ریاست نے آدھا ہی تسلیم کیا ہے۔ یہ ایک ایسی سرزمین ہے جسے ہر طرح کے طوفان نے جھنجھوڑا ہے: معاشی، موسمی، سماجی اور ثقافتی۔

اور ہر طوفان ہمیشہ اُنہی کندھوں پر گرتا ہے: عورتوں کے کندھوں پر۔

اوکلاہوما میں عورتیں سخت کرداروں میں چُن دی گئی ہیں، ہر طرف پھیلی غربت تلے کچلی ہوئی ہیں، اور ایک ایسے مذہب کے ہاتھوں آن دیکھی کر دی گئی ہیں جو خاندان کی بات تو بہت کرتا ہے مگر حقیقی تحفظ کی بہت کم۔ یہ ایک ایسی ریاست ہے جو مزاحمت پر پلتی ہے، اور عورتیں اُس کے سب سے گھسے ہوئے ستون ہیں۔

بائبل بیلٹ کی عورت – 32 برس

ہانا ایک ایسی دنیا میں پیدا ہوئی جہاں سب کچھ پہلے سے طے تھا: کیسے کپڑے پہنے، کیسے بولے، کیسا برتاؤ کرے، کس پر ایمان رکھے، کس چیز سے بچے۔

خاندان، برادری، گرجا گھر: تین ہم مرکز دائرے جو اُس کی زندگی کی حدیں کھینچتے ہیں۔

اُس کا ایک شوہر ہے، دو بچے ہیں، اور ایک معمولی سا گھر۔ اُس کا دن ان سے بندھا ہے: – بچوں کا اسکول – سودا سلف – گرجا گھر – لازمی رضاکارانہ کام – خاندانی فرائض – ذہنی گنجائش صفر۔

وہ شک ظاہر نہیں کر سکتی۔ وہ سچ مچ چُن نہیں سکتی۔ وہ برادری کی غدار ٹھہرائے بغیر پنجرے سے نکل نہیں سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی اور روحانی ہے: وہ ہر وقت موجود رہتی ہے، مگر ایک کارآمد کردار کے طور پر، ایک مکمل انسان کے طور پر نہیں۔

مقامی امریکی عورت – 45 برس

اوکلاہوما میں ملک کی سب سے بڑی مقامی امریکی آبادیوں میں سے ایک ہے۔ مگر ثقافت اور خوشحالی کے درمیان فاصلہ بہت بڑا ہے۔

کائلا چیروکی نیشن کی رکن ہے۔ وہ ایک ثقافتی مرکز میں کام کرتی ہے۔ وہ زبان، روایات، رسومات اور کہانیوں کو زندہ رکھتی ہے۔

مگر اُس دنیا سے باہر حقیقت سخت ہے: – کم وسائل والے اسکول – کمزور صحت کا نظام – ہر طرف پھیلی لتیں – کم اجرت والی نوکریاں – باریک اور مسلسل امتیاز۔ وہ برادری، خاندان اور شناخت کو سہارا دیتی ہے۔ اور کوئی اُس کی ویسی حفاظت نہیں کرتا جس کی وہ حق دار ہے۔

اُس کی غیر موجودگی تاریخی ہے: ریاست نے اپنی شناخت مقامی لوگوں پر کھڑی کی اور پھر اُنہیں اکیلا چھوڑ دیا۔

بگولوں سے متاثرہ علاقوں کی عورت – 39 برس

اوکلاہوما اُن ریاستوں میں سے ہے جو بگولوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ یہ ہر سال، ہر موسم میں ہو سکتا ہے۔ اور جب ہوتا ہے تو سب کچھ مٹا دیتا ہے۔

ریچل ایک ایسے علاقے میں رہتی ہے جو بار بار متاثر ہوا ہے۔ وہ اپنی زندگی میں دو گھر کھو چکی ہے: ایک بچپن میں، ایک بڑے ہو کر۔

وہ استانی ہے۔ اور ہر سال اُسے اپنے شاگردوں کو مشقوں کی تربیت دینی پڑتی ہے: چھپنا، خود کو بچانا، خوف کی آواز کو نظر انداز کرنا۔

اُس کی زندگی دوبارہ تعمیر سے بنی ہے: گھروں کی، معمول کی، استحکام کی۔

اُس کی غیر موجودگی موسمی ہے: یہاں فطرت حکم چلاتی ہے، اور نتائج ہمیشہ خاندان بھگتتے ہیں، یعنی عورتیں۔

کم آمدنی والی عورت – 29 برس

بروکلن—علاقے میں ایک عام نام، کوئی شہر نہیں— ٹلسا کے ایک مضافات میں رہتی ہے۔ پرانے گھر، ٹوٹی سڑکیں، بسیں جو جب جی چاہے گزرتی ہیں۔

وہ ایک فاسٹ فوڈ ریستوران میں کام کرتی ہے۔ ٹوٹی ہوئی شفٹیں، آخری لمحے میں اوقات کی تبدیلی، کم سے کم تنخواہ۔ اُس کی تین سال کی ایک بیٹی ہے۔ ڈے کیئر اُس کی تنخواہ سے زیادہ مہنگا ہے۔ اُس کے پاس دو راستے ہیں: بچی کو کسی ایسے کے پاس چھوڑے جس پر اُسے بھروسا نہیں، یا نوکری کھو دے۔ اُس کی دنیا ان سے بنی ہے: – واجب الادا بل – فوڈ اسٹیمپ – بھاگ دوڑ – مسلسل بے چینی – چھوٹے مگر کبھی پورے نہ ہونے والے خواب۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور نظامی ہے: اوکلاہوما اُنہیں آگے دھکیلتا ہے جو پہلے ہی کامیاب ہو چکے ہیں اور اُنہیں پیچھے چھوڑ دیتا ہے جو ان مضافات میں پیدا ہوئے۔

اختتامیہ – اوکلاہوما

اوکلاہوما ایک ایسی ریاست ہے جو سادہ دکھائی دیتی ہے، مگر رہنے کے لیے سب سے مشکل ریاستوں میں سے ایک ہے۔

عورتیں تین بے پناہ قوتوں کی قیدی ہیں: – مذہب جو اُنہیں جکڑتا ہے – غربت جو اُنہیں نچوڑتی ہے – موسم جو اُنہیں برباد کرتا ہے۔

ہر دوبارہ تعمیر، ہر بچاؤ، ہر نازک توازن اُسی سے ہو کر گزرتا ہے۔ مگر ریاست شاذ و نادر ہی کچھ لوٹاتی ہے۔

غور و فکر – اوکلاہوما

اوکلاہوما میں عورت کی غیر موجودگی ایک خطرناک آمیزے سے جنم لیتی ہے: مضبوط روایت، مستقل غربت، آن دیکھی مقامی شناختیں، اور ایک بے رحم فطرت۔

یہاں عورت ایک مستقل تضاد میں جیتی ہے: ناگزیر ہونا اور نظر انداز کیا جانا۔

یہ باب ایک بات صاف دکھاتا ہے: مشقت انصاف نہیں ہے۔ مزاحمت آزادی نہیں ہے۔ زندہ بچ جانا آگے بڑھنا نہیں ہے۔

اور اوکلاہوما میں، بہت بار، عورتیں جیتی نہیں: ڈٹی رہتی ہیں۔

اوریگن

اوریگن ریاست ہائے متحدہ کے سب سے باریک تضاد پر پلتا ہے: ایک صاف ستھری، سرسبز، لبرل تصویر، جو سیاحوں اور سیاسی مہموں کے لیے بالکل موزوں ہے، اور ایک سماجی حقیقت جو گہری دراڑوں سے بھری ہے۔

پورٹ لینڈ، جسے ترقی پسند شہر کے طور پر سراہا جاتا ہے، بے گھری، نشے، ذہنی صحت کے بحران اور بڑھتی ہوئی عدم مساوات کا بھی بہت بڑا مرکز ہے۔ پورٹ لینڈ سے باہر اوریگن بدل رہا ہے: الگ تھلگ دیہات، انتہائی غریب سفید فام برادریاں، غیر مستحکم نوکریاں، کم سے کم وسائل، اور دبی ہوئی کشیدگی۔

یہاں عورت کردار کی کمی کی وجہ سے غائب نہیں ہوتی، بلکہ بوجھ کی زیادتی سے:

– ایک آمدنی والے خاندان – ساتھی پر انحصار – خدمات کی کمی – جغرافیائی تنہائی – غیر یقینی کام – حد سے زیادہ اخراجات – حقیقی تحفظ کی کمی

اوریگن دیکھنے میں خوبصورت ہے، مگر رہنے میں سخت۔

پورٹ لینڈ کی عورت – 29 برس

جولیا پورٹ لینڈ کے ایسٹ سائیڈ میں رہتی ہے۔ وہ ایک ہیلتھ فوڈ اسٹور میں کام کرتی ہے، بمشکل کرایہ ادا کرتی ہے، اور دو دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک گھر میں رہتی ہے۔

پورٹ لینڈ خود کو ایک "کھلا، حساس، سماجی" شہر کہتا ہے، مگر سچ ان سے بنا ہے: – بے گھر لوگوں سے بھری سڑکیں – ہر طرف ذہنی صحت کا بحران – بند پڑی خدمات – کم اجرت والی نوکریاں – مسلسل بڑھتے کرائے۔ جولیا اُن لوگوں میں سے ہے جنہیں شہر اپنی "جوان روح" کی علامت کے طور پر استعمال کرتا ہے، مگر اُس سے ایک گمنام عدد جیسا سلوک کرتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی سماجی ہے: وہ ہر بحث میں موجود ہے، مگر کسی حل میں نہیں۔

ریستوران کی صنعت میں تارکِ وطن عورت –

34 برس روزا گوئٹے مالا سے آئی ہے۔ وہ ایک ریستوران کے باورچی خانے میں کام کرتی ہے جو ہمیشہ مصروف، ہمیشہ شور سے بھرا، ہمیشہ تناؤ میں رہتا ہے۔

دن میں دس گھنٹے، ہفتے میں چھ دن۔ کم تنخواہ، کوئی بیمہ نہیں، مسلسل پسینہ، گرمی اور شور۔

بہت سے مرد ساتھی سمجھتے ہیں کہ وہ جیسا چاہیں مذاق کر سکتے ہیں۔ وہ یہ بدنیتی سے نہیں کرتے؛ جہالت اور روایت سے کرتے ہیں۔ مگر یہ اُس پر بوجھ بنتا ہے۔ تبصرے، نظریں اور سخت مذاق اُسے کھا جاتے ہیں۔

کام سے باہر وہ اپنے رشتہ داروں کو پیسے بھیجتی ہے۔ اندر وہ سب کچھ چلائے رکھتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور ثقافتی ہے: وہ ایک پورے شعبے کو چلاتی ہے مگر سب کے لیے آن دیکھی رہتی ہے۔

دیہی عورت – 52 برس

مشرقی اوریگن میں ایسے قصبے ہیں جو لگتا ہے 1985 میں اٹکے رہ گئے ہیں۔ چند گھر، لمبی سڑکیں، سخت سردیاں، اور ٹوٹا پھوٹا فون سگنل۔

کیرن ان میں سے ایک میں رہتی ہے۔ اُس کا ایک چھوٹا سا فارم ہے، چند جانور، اور ایک دکان میں اضافی نوکری۔ وہ سب کچھ خود کرتی ہے۔ جب ڈاکٹر کی ضرورت ہو تو ایک گھنٹہ گاڑی چلانی پڑتی ہے۔ جب کسی بھی خدمت کی ضرورت ہو تو دنوں پہلے وقت لینا پڑتا ہے۔ جب کچھ غلط ہو جائے تو وہاں کوئی نہیں ہوتا۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ دنیا سے دور رہتی ہے، اور اپنی مرضی سے نہیں۔

وہ عورت جو اُس خاندان کا سہارا ہے جسے تباہ کر دیا

نشے نے – 43 برس اوریگن نشے کی سب سے زیادہ شرح والی ریاستوں میں سے ہے۔ اوپیئڈز، میتھ ایمفیٹامین، شراب۔ ایک سست برفانی تودہ جو کبھی

نہیں رکتا۔

ٹیسا کا ایک ساتھی ہے جو اب کھو چکا ہے۔ دو چھوٹے بچے۔ ایک سپر مارکیٹ میں کیشیئر کی نوکری۔ ہر روز اُسے بچوں کی حفاظت کرنی ہے، ایک ایسے مرد سے نمٹنا ہے جسے وہ اب پہچانتی نہیں، حساب کتاب سنبھالنا ہے، اور ایک ایسے نظام سے لڑنا ہے جو کوئی حل نہیں دیتا۔

اُس کی غیر موجودگی ادارہ جاتی ہے: معاشرہ برسوں سے "بحران" کی بات کر رہا ہے، مگر جو اسے گھر میں جھیل رہے ہیں اُن کے لیے کچھ نہیں بدلتا۔

اختتامیہ – اوریگن

اوریگن ایک ایسی ریاست ہے جو اپنی تشہیر اچھی کرتی ہے، مگر اپنی حفاظت بری۔

عورتیں دو انتہاؤں کے بیچ جیتی ہیں: – ایک نمائشی ترقی پسندی – ایک جارحانہ سماجی حقیقت۔

وہی ہے جو عدم مساوات کی چوٹ سہتی ہے، جو نازک خاندانوں کو سہارا دیتی ہے، جو سب سے زیادہ استحصال والے شعبوں میں کام کرتی ہے، جو سیاست کی بھلائی ہوئی برادریوں کو تھامے رکھتی ہے۔

اوریگن کی خوبصورتی اُسے بچانے کے لیے کافی نہیں۔

غور و فکر – اوریگن

اوریگن میں عورتوں کی غیر موجودگی ایک کڑوے سچ سے جنم لیتی ہے: صرف یہ کہہ دینا کہ تم جدید ہو، جدید ہونے کے لیے کافی نہیں۔

یہاں عورتیں تین قیمتیں چکاتی ہیں: – زندگی کے اخراجات – غیر یقینی کام – سماجی اور جغرافیائی تنہائی۔

یہ ایک ایسی غیر موجودگی ہے جو کسی براہِ راست ٹکراؤ سے نہیں، بلکہ عام بے نیازی سے پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ باب اسے واضح کر دیتا ہے: جنگلوں، پہاڑوں، بے عیب جھیلوں کے پیچھے ایک ایسا امریکہ ہے جو کام نہیں کرتا۔ اور اُس کا سارا بوجھ عورتوں

پر ہے۔

پنسلوینیا

پنسلوینیا امریکہ کی سب سے بٹی ہوئی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ ایک طرف بڑے شہر—فلاڈیلفیا اور پٹسبرگ— تاریخ، عدم مساوات، ادھوری بحالیوں اور اب تک کھلے زخم لیے برادریوں میں ڈوبے ہوئے۔ دوسری طرف ایک دیہی اور قدامت پسند اندرونی علاقہ، فارم، بند کانیں، ٹھہرے ہوئے قصبے، اور پرانی سوچ۔

یہاں عورتیں چار طریقوں سے غائب ہوتی ہیں: – غریب مضافات میں – تشدد سے داغدار افریقی امریکی برادریوں میں – ٹھہرے ہوئے دیہات میں – اُن جدید شہروں میں جو اُنہیں نگل جاتے ہیں۔

پنسلوینیا ایک ایسی ریاست ہے جو کم لے کر پیدا ہونے والوں کو معاف نہیں کرتی۔ اور عورتیں، ہمیشہ کی طرح، سب سے بھاری قیمت چکاتی ہیں۔

فلاڈیلفیا کے غریب مضافات کی عورت

– 34 برس شان نارتھ فلاڈیلفیا میں رہتی ہے۔ یہ ایک سخت محلہ ہے، مشکلات سے دوچار اسکولوں والا، اور ایسی سڑکوں والا جہاں دن دہاڑے بھی تناؤ محسوس ہوتا ہے۔

وہ ایک ڈسکاؤنٹ اسٹور میں کام کرتی ہے۔ اُس کی چھ سال کی ایک بیٹی ہے۔ ہر صبح وہ اُسے امید اور خوف کے ملے جلے احساس کے ساتھ اسکول چھوڑنے جاتی ہے: امید کہ اُس کا مستقبل بہتر ہوگا، خوف کہ محلہ اُسے نگل جائے گا۔

اجرتیں کم ہیں، اخراجات زیادہ، خدمات ناکافی۔ شہر اپنی "بحالی" کا جشن مناتا ہے، مگر یہ بحالی کبھی اُس کے گھر تک نہیں پہنچتی۔

اُس کی غیر موجودگی شہری ہے: وہ ٹھیک اُس مقام پر جیتی ہے جہاں شہر طے کرتا ہے کہ کون توجہ کا حق دار ہے اور کون نہیں۔

پٹسبرگ کی رسٹ بیلٹ کی عورت – 48 برس

پٹسبرگ "ٹیک"، "یونیورسٹی" اور "جدت پسند" بن چکا ہے۔ مگر مزدوروں کا شہر غائب نہیں ہوا: وہ بس مضافات میں چلا گیا ہے، جہاں کوئی نہیں دیکھتا۔

لنڈا ویلڈر تھی۔ جب کارخانہ بند ہوا تو اُسے صرف جز وقتی نوکریاں ملیں: سپر مارکیٹیں، صفائی، اور خدمات۔

معاشی تبدیلی نے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو انعام دیا۔ اُس جیسی عورتوں کو نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی صنعتی ہے: نئے شہر نے اُن کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی جنہوں نے پرانا شہر بنایا تھا۔

دیہی عورت – 55 برس

شہروں سے باہر پنسلوینیا ایک اور ملک ہے: پہاڑیاں، فارم، ننھے قصبے، ہر طرف گرجا گھر، ایک ایسی سوچ جو نسلوں سے نہیں بدلی۔

میری یہیں پلی بڑھی۔ اُس کا ایک گھر ہے، زمین کا ایک ٹکڑا، ایک شوہر جو کبھی کبھار کام کرتا ہے، اور بڑے ہو چکے بچے۔

وہ سب کچھ کرتی ہے: – گھر – جانور – بل – کھانا پکانا – بزرگوں کی دیکھ بھال – خاندانوں کے درمیان پل بننا۔

اُس کی عزت کی جاتی ہے، یقیناً۔ مگر ایک کام کے طور پر، ایک فرد کے طور پر نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: ہر کردار پہلے سے لکھا ہوا ہے۔

ایلن ٹاؤن کی تارکِ وطن عورت – 37 برس

ایلن ٹاؤن لاطینی، افریقی، عرب اور ایشیائی تارکینِ وطن سے بھرا ہے۔ معیشت اُنہی پر ٹکی ہے۔

ریم ایک کارخانے میں صبح کی شفٹ میں کام کرتی ہے۔ اُس کا شوہر رات کی شفٹ میں کام کرتا ہے۔ وہ دن میں صرف چند گھنٹے ایک دوسرے کو

دیکھ پاتے ہیں۔

تنخواہ کبھی کافی نہیں ہوتی، کام جسمانی ہے، اسمبلی لائنیں شور مچاتی اور بے رحم ہیں۔

وہ دو زبانیں بولتی ہے، تین بچے پالتی ہے، اور ضرورت پڑے تو دوہری شفٹیں کرتی ہے۔ اُس کی غیر موجودگی معاشی اور لسانی ہے: وہ شہر میں ایک ناگزیر موجودگی ہے، مگر فیصلے کرنے والوں کے لیے اُس کا وجود ہی نہیں۔

اختتامیہ – پنسلوینیا

پنسلوینیا ایک ایسی ریاست ہے جو بیچ میں جیتی ہے: آدھی جدید، آدھی اٹکی ہوئی، آدھی امیر، آدھی غریب، آدھی ترقی پسند، آدھی ماضی میں پھنسی ہوئی۔

عورتیں دراڑوں میں جیتی ہیں۔ اور وہ سب کچھ جوڑے رکھتی ہیں جو بکھر رہا ہے: خاندان، اسکول، محلے، نازک معیشتیں۔

مگر نظام اُسے ایک فالتو کردار سمجھتا ہے، کبھی مرکزی کردار نہیں۔

غور و فکر – پنسلوینیا پنسلوینیا میں عورتوں کی غیر موجودگی اندرونی فاصلے سے پیدا ہوتی ہے: اُس کے درمیان فاصلہ جو ریاست تھی اور جو وہ بننا چاہتی ہے۔

بڑے شہر نگل جاتے ہیں، دیہات سکڑتے ہیں، درمیانی معیشتیں ہاتھ چھوڑ دیتی ہیں۔

عورت بیچ میں پس کر رہ جاتی ہے، جہاں کوئی سچ مچ نہیں دیکھتا۔

یہ باب اسے واضح کر دیتا ہے: تھکن ایک دن کی ہنگامی صورتِ حال نہیں، یہ ہزاروں عورتوں کا روزمرہ معمول ہے۔

رہوڈ آئی لینڈ

رہوڈ آئی لینڈ اُس سب کی ایک چھوٹی سی تصویر ہے جو امریکہ میں چلتا ہے اور جو امریکہ میں ٹوٹتا ہے: – مہنگے ساحلی شہر – غریب مضافات –

غائب ہو چکی صنعت – بڑی تارکینِ وطن برادریاں – محدود خدمات – نمایاں سماجی تضادات۔

پراویڈنس اُس کا مرکز ہے: ثقافتی، تعلیمی اور فنی۔ مگر جامعات کے پہلو میں مشرق کی سب سے نظر انداز شہری غربت میں سے کچھ موجود ہے۔ شہر سے باہر چھوٹے قصبے کم سے کم نوکریوں، موسمی سمندری کام، اور واپس نہ آنے والی صنعتوں پر جیتے ہیں۔

یہاں عورت دباؤ سے غائب ہوتی ہے:

ہر چیز بہت مہنگی ہے، ہر چیز بہت قریب ہے، ہر چیز اتنی چھوٹی ہے کہ بچ نکلنا ممکن نہیں۔

پراویڈنس کی لاطینی عورت – 30 برس

ماریسول ساؤتھ سائیڈ میں رہتی ہے، جو شہر کے سب سے غریب محلوں میں سے ایک ہے۔ وہ صبح سویرے دفتروں کی اور رات کو ریستورانوں کی صفائی کرتی ہے۔ دو نوکریاں، کوئی تحفظ نہیں۔

پراویڈنس خود کو "تخلیقی شہر" کہلوانا پسند کرتا ہے۔ اُس کے لیے تخلیق کا مطلب بس گزارا کرنا ہے۔

اُس کے پاس کوئی بیمہ نہیں۔ کوئی چھٹیاں نہیں۔ کوئی گنجائش نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور لسانی ہے: وہ تین لوگوں جتنا کام کرتی ہے، مگر ریاست کے لیے وہ ایک شمار ہے۔

طالبہ اور ملازمت پیشہ عورت – 22 برس

براؤن یونیورسٹی دنیا بھر سے طلبہ کو کھینچتی ہے۔ مگر معمولی خاندانوں سے آنے والے ایک مختلف رہوڈ آئی لینڈ جیتے ہیں۔

ریچل عمرانیات پڑھتی ہے، ایک لائبریری میں کام کرتی ہے، ہفتے کے آخر میں بارٹینڈر کا کام کرتی ہے، اور ایک حد سے زیادہ مہنگا اسٹوڈیو اپارٹمنٹ بانٹتی ہے۔

وہ ذہین، قابل اور پُرعزم ہے، مگر بے پناہ دباؤ میں ہے: – پڑھائی – کام – قرض – غیر یقینی مستقبل۔

اُس کی غیر موجودگی تعلیمی ہے: جامعہ تنوع کا جشن مناتی ہے مگر اُن کی حفاظت نہیں کرتی جو پڑھائی اور بقا کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔

موسمی ساحل کی عورت – 41 برس

نیوپورٹ دیکھنے آنے والوں کے لیے خوبصورت ہے۔ سال بھر وہاں رہنے والوں کے لیے ایک تباہی۔

تانیا گرمیوں میں بندرگاہ پر ایک ریستوران میں کام کرتی ہے۔ سردیوں میں وہ جو بھی کام ملے ڈھونڈتی ہے: دکانیں، صفائی، چھوٹے ٹھیکے۔

امیر سیاح، غریب رہائشی۔

اُس کی غیر موجودگی موسمی ہے: وہ تین مہینے ناگزیر ہے، باقی نو مہینے آن دیکھی۔

چھوٹے قصبے کی عورت – 54 برس

پراویڈنس سے باہر ایک بھلایا ہوا رہوڈ آئی لینڈ ہے: پرانی کپڑا ملیں، سرخ عمارتیں، گھسی ہوئی سڑکیں۔ لنڈا ایک صنعتی لانڈری میں کام کرتی ہے۔ ایک جیسی حرکتیں بار بار، گرم بھاپ، کبھی نہ ختم ہونے والی شفٹیں۔

اجرتیں کم سے کم ہیں، کام سخت ہے، مستقبل جوں کا توں ہے۔

اُس کی غیر موجودگی صنعتی ہے: وہ ایک ایسے معاشی ماضی کے سائے میں کام کرتی ہے جو کبھی واپس نہیں آئے گا۔

اختتامیہ – رہوڈ آئی لینڈ

رہوڈ آئی لینڈ چھوٹا ہے، مگر اُس کے مسائل بہت بڑے ہیں: اونچے کرائے، کم اجرتیں، محدود مواقع۔

عورتیں اس سب تلے کچلی ہوئی جیتی ہیں۔ ہمیشہ اگلی صف میں، کبھی محفوظ نہیں۔

غور و فکر – رہوڈ آئی لینڈ

یہاں عورتوں کی غیر موجودگی ایک تضاد سے پیدا ہوتی ہے: ایک ننھی سی ریاست، جو کسی کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں۔

یہ ایک ایسی غیر موجودگی ہے جو ننھی جگہوں اور ننھے مواقع سے بنی ہے: اوپر چڑھنے کے لیے بہت چھوٹی، بچ نکلنے کے لیے بہت تنگ۔

اور ان گھٹی ہوئی جگہوں میں عورتیں ایک پوری ریاست کو چلاتی ہیں جو اُنہیں منظر کا حصہ سمجھتی ہے۔

ساؤتھ کیرولائنا

ساؤتھ کیرولائنا شدید تضادات کی ریاست ہے: بے عیب ساحل اور انتہائی غربت، نوآبادیاتی تاریخ اور اب تک غربت میں جیتی سیاہ فام برادریاں، بڑھتے شہر اور ٹھہرے ہوئے مضافات، تصویر جیسی سیاحت، اور کم اجرت والی نوکریاں۔ یہ اُن جگہوں میں سے ہے جہاں عورتیں سب سے بھاری بوجھ اٹھاتی ہیں، روایت، مذہب، خاندان، ناقابلِ برداشت اخراجات اور ناقص خدمات کے بیچ۔ اور یہ اُن جگہوں میں سے بھی ہے جہاں عورتوں کی آزادی پر اب بھی بحث ہوتی ہے، اُسے محدود اور قابو میں رکھا جاتا ہے۔

ساؤتھ کیرولائنا ضرورت پڑنے پر اچھے کپڑے پہن لیتی ہے، مگر اُس کی ریڑھ کی ہڈی اُن عورتوں نے تھام رکھی ہے جنہیں کوئی نہیں دیکھتا۔

لو کنٹری کی افریقی امریکی عورت – 36

برس

امینہ چارلسٹن میں، ایک گلہ گیچی برادری میں رہتی ہے۔ وہ ایک بہت بڑی ثقافتی وراثت اٹھائے ہوئے ہے: غلامی، مزاحمت، اور ہر چیز کے باوجود قائم رکھی گئی شناخت کی تاریخ۔

وہ شہر کے مرکز میں ایک سیاحتی ریستوران میں کام کرتی ہے۔ وہ اپنی ثقافت سے متاثر کھانے اُن لوگوں کو پیش کرتی ہے جو اُس کی تاریخ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

وہ ایک ماں ہے، ایک بیٹی ہے، اور ایک محنت کش ہے۔ وہ لمبی شفٹیں کرتی ہے، اور ایسی اجرت پاتی ہے جو شہر کے حساب سے اونچی مگر یہاں رہنے کے لیے کم ہے، کیونکہ چارلسٹن وہاں پیدا ہونے والوں کے لیے بہت مہنگا ہو چکا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی تاریخی اور شہری ہے: یہاں سیاہ فام لوگوں کی تاریخ ہر چیز کی بنیاد ہے، مگر سرکاری بیانیے سے باہر رہتی ہے۔

قدامت پسند جنوب کی سفید فام عورت – 42

برس

میگن اینڈرسن اور گرین ووڈ کے درمیان ایک دیہی علاقے میں رہتی ہے۔ اُس کا خاندان قدامت پسند ہے، گرجا گھر مرکز میں ہے، اور برادری بند ہے۔ یہاں قاعدے لکھے نہیں جاتے، مگر قانون سے زیادہ سخت ہیں۔ اُس کا شوہر تعمیرات میں کام کرتا ہے، وہ ایک ڈیپارٹمنٹ اسٹور میں کیشیئر ہے۔

ہر انتخاب تولا جاتا ہے: کیسے کپڑے پہنے، کیا کہے، کیا سوچے۔ طلاق کو اسکینڈل سمجھا جاتا ہے۔ بچے نہ ہونا گناہ ہے۔ خود مختاری مانگنا "ایمان کی کمی" ہے۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: وہ دوسروں کے طے کیے ہوئے کردار میں جیتی ہے، اور اُسے بدلنے کا مطلب ہے سب کچھ کھو دینا۔

مرٹل بیچ میں سیاحت کی عورت – 29 برس

جیمی ساحل پر ایک ہوٹل میں کام کرتی ہے۔ گرمیوں میں فرنٹ ڈیسک، سردیوں میں صفائی، جو بھی ضرورت پڑے۔

مرٹل بیچ دیکھنے آنے والوں کو جنت لگتا ہے، مگر وہاں کام کرنے والوں کے لیے ایک پنجرہ ہے: کم اجرتیں، اونچے کرائے، مکمل طور پر موسمی کام، استحکام صفر۔

جیمی ایک چھوٹے سے، بانٹے ہوئے اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔ وہ ہفتے میں چھ دن کام کرتی ہے۔ اور جب موسم ختم ہوتا ہے تو اُسے ایک نرم سردی کی دعا کرنی پڑتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: سب کچھ سیاحوں کے گرد گھومتا ہے؛ رہائشیوں کے گرد کچھ نہیں۔

بے بیمہ عورت – 55 برس

ساؤتھ کیرولائنا اُن ریاستوں میں سے ہے جہاں صحت کی سہولتوں تک رسائی سب سے کم ہے۔ بہت سی کام کرنے والی عورتوں کے پاس بیمہ نہیں۔ بہت سی ضروری علاج سے بھی دستبردار ہو جاتی ہیں۔ لنڈا ایک کلینک میں صفائی کا کام کرتی ہے۔ وہ ہر روز صحت کے نظام کو اندر سے دیکھتی ہے، مگر اپنے لیے اُس کا خرچ نہیں اٹھا سکتی۔

اُس کے ہاتھوں میں دائمی درد ہے، مگر وہ رک نہیں سکتی۔ وہ طبی معائنے سے ڈرتی ہے کیونکہ جانتی ہے کہ علاج کا خرچ نہیں اٹھا سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی صحت کا مسئلہ ہے: وہ دوسروں کی دیکھ بھال کے گرد کام کرتی ہے اور اپنی دیکھ بھال کا کوئی حق نہیں رکھتی۔

اختتامیہ – ساؤتھ کیرولائنا

ساؤتھ کیرولائنا ایک ایسی ریاست ہے جو جدیدیت اور روایت کے درمیان، نظر آنے والی دولت اور چھپی ہوئی غربت کے درمیان مسلسل کشمکش میں جیتی ہے۔

عورتیں سارے تضادات کی قیمت چکاتی ہیں: – سخت مذہب – بند کردار – استحصالی سیاحت – گہری جڑوں والی نسل پرستی – پہنچ سے باہر صحت کی سہولتیں – بہت کم اجرتیں۔

وہ ایک سہارا دینے والا ستون ہے، مگر اُس سے ایک چھوٹی سی سجاوٹ جیسا سلوک ہوتا ہے۔

غور و فکر – ساؤتھ کیرولائنا

یہاں عورتوں کی غیر موجودگی ایک مکمل گٹھ جوڑ سے پیدا ہوتی ہے: بوجھل تاریخ، غالب مذہب، اور ایک نازک معیشت۔

عورتیں ماضی اور حال کے بیچ پھنسی جیتی ہیں: ماضی اُنہیں محدود کرتا ہے، حال اُنہیں کھا جاتا ہے، اور مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں۔

اور یہ باب ننگا سچ سامنے لانے کے لیے ہے: ساؤتھ کیرولائنا اس لیے سست نہیں کہ وہ سست رہنا چاہتی ہے۔ وہ اس لیے سست ہے کہ وہ بدلنا نہیں چاہتی۔ اور اس جمود کی قیمت ہمیشہ عورتیں چکاتی ہیں۔

Ferdinando Frega